Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳	بدھ-۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ، ۱۴-وفا ہش ۱۳۷۲، ۱۴-جولائی ۱۹۹۳ء	نمبر ۱۵۶

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب ڈاڑھی نکل آئی، تب ضَرَبَ یَضۡرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں۔ لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔ مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو۔ اور میری ابتدا سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص۴۴)

زندگی کا ہر لمحہ ذکرِ الٰہی سے معمور ہونا چاہیئے

از حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

ہماری زندگی کے ہر لمحہ میں ہر جہت سے خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہماری زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی یاد سے خالی ہو یا ذکر الٰہی سے معمور نہ ہو۔ کوئی ناسمجھ اپنی جہالت میں جو مرضی کہدے لیکن حقیقت یہی ہے کہ (دین حق) نے ہمیں بتا دیا ہے اور (کلام الٰہی) نے کھول کر ہم پر واضح کر دیا ہے اس لئے کوئی عقلمند انسان اس علم کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ انسان کے لئے ایک لمحہ بھی خدا کے ذکر سے خالی رہنے کا کوئی جواز ہے۔ قطعاً کوئی جواز نہیں۔ بلکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اسکی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد میں گزرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نعماء کا بدلہ اور شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی محدود طاقتوں کے ساتھ غیر محدود نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے کہا جتنی تمہیں طاقت دی ہے اس سے زیادہ تم پر بوجھ نہیں ڈالونگا۔ لیکن اس نے یہ ضرور کہا کہ جتنی طاقت دی ہے۔ اتنا بوجھ برداشت کر لینا۔ تاکہ میری رضا کی

باقی ص۷ پر

سانحہ ارتحال

نہائت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ عزیزہ ذکاء احمد ابن مکرم مسعود احمد صاحب طاہر (آف کراچی) ۱۰-جولائی ۱۹۹۳ء کو ربوہ میں سوئمنگ پول میں نہاتے ہوئے ڈوب کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ عزیز موصوف نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔ خاکسار کے بھانجے کا بیٹا اور مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر کا پوتا اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب (ماریشس والے) کے بڑے بیٹے ڈاکٹر احمد کا نواسہ تھا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور اپنے فضل سے نعم البدل عطا کرے

نسیم سیفی

جیّد عالمِ دین، مخلص خادمِ سلسلہ، سحر طراز مقرر و مصنف
محترم مولانا غلام باری سیف صاحب انتقال فرما گئے

ربوہ: ۱۳-جولائی۔ احباب جماعت کو دلی افسوس اور رنج سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے جیّد عالم دین۔ بے حد مخلص اور قدیمی خادم سلسلہ تحریر اور تقریر کے دھنی۔ کئی کتب کے مصنف محترم مولانا غلام باری سیف صاحب آج صبح ساڑھے سات بجے ہارٹ فیل ہونے سے انتقال فرما گئے۔ آپکی عمر ۷۳ سال تھی۔ آپ کو صبح ساڑھے تین بجے دل کی تکلیف شروع ہوئی۔ پانچ بجے کے قریب آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں فوری طبّی امداد فراہم کی گئی مگر ڈاکٹروں کی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ جاں بر نہ ہو سکے۔

محترم مولانا غلام باری سیف صاحب نے قادیان میں جامعہ احمدیہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو حدیث کی خصوصی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بعض دینی اداروں میں بھجوایا گیا۔ محترم مولانا دینی تعلیم حاصل کر کے جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر عرصہ دراز تک پڑھاتے رہے

باقی ص۷ پر

محترم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ انتقال فرما گئے

مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج) مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۹۳ء کو رات ۹ بجے لاہور میں رحلت فرما گئے۔ آپ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت چوہدری محمد حسین صاحب باجوہ آف سیالکوٹ کے فرزند تھے۔ بفضل اللہ تعالیٰ آپکو ۱/۳ حصہ جائیداد کی وصیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ عبادت گذار، راستباز غیور احمدی اور بلند پایہ وکیل تھے۔ باوجود پیرانہ سالی کے نہایت اخلاص اور استقامت سے جماعتی مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ آپ کا جنازہ ۱۲ جولائی کو ربوہ لایا گیا۔ مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بیت المبارک میں بعد عصر آپ کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر آپ نے ہی دعا کرائی۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے اپنے بعد چار فرزند اور تین بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب کرام سے محترم چوہدری صاحب کی بلندئ درجات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اولاد کو بھی جماعتی خدمات میں ان کے نقش قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۴۔ وفا ۱۳۷۲ھش ۱۴۔ جولائی ۱۹۹۳ء

خدا تعالیٰ کا شکر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں:

"وہ خدا جس کے انعامات انسان کے ساتھ ہر حال میں شامل رہتے ہیں اور وہ بے شمار اور بے اندازہ احسانات ہیں ۔ اس کا شکر کرتے رہنا بہت ضروری ہے ۔ شکر اسی کو کہتے ہیں کہ سچے دل سے اقرار کرے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ایسی ہیں کہ بے شمار اور بے انداز ہیں"

ہم سب اپنی اپنی جگہ پر سمجھتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں ۔ لیکن ہم یہ شکر کرتے کبھی کبھی ہیں ۔ جب کوئی ایسی بات دیکھی جسے ہمارے دل نے پسند کیا ۔ یا ہمارے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جسے ہم نے اپنے لئے مفید سمجھا ۔ اس وقت ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں اور کئی لمحے ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ شکر کا خانہ خالی رہ جاتا ہے ۔ بلکہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے ۔ بعض اوقات شکر کی جگہ شکوہ بھی لے لیتا ہے ۔ الفاظ کے ذریعہ بھی اور جذبات کے ذریعہ بھی ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا اچھا نہیں ہوا ۔ شکر کس بات کا ۔ لیکن یہ بات ہے بہت غلط ۔ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے اور ہمیں ناپسند ہے ۔ اس سے بڑھ کر بھی تو ہو سکتا تھا ۔ اگر ہم سے کچھ چھن گیا ہے تو جو باقی رہ گیا ہے ۔ وہ بھی تو چھن سکتا تھا ۔ ہم اس طرف تو دیکھتے ہیں جو چھن گیا ہے اور اس طرف نہیں دیکھتے جو رہ گیا ہے ۔ اور جو رہ گیا ہے اس کی اہمیت بھی زیادہ ہے اور افادیت بھی ۔

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انعامات ہر حال میں ہمارے ساتھ رہتے ہیں ۔ اور یہ انعامات بے شمار اور بے انداز ہیں ۔ گنتو تو گن نہیں سکتے ۔ غم گنے جا سکتے ہیں ۔ خوشیاں نہیں گنی جا سکتیں ۔ جو کچھ چھن گیا ہے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ جو رہ گیا ہے وہ بے انداز ہے اور اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔

شکر اس بات کا نام نہیں کہ کبھی کبھی شکر کر لیا ۔ بلکہ اس بات کا نام ہے کہ اس کی رحمتوں کو بے حساب اور بے انداز سمجھا اور ہر بات کو اس کا انعام ہی گردانا جائے ۔

جن کو دعویٰ ہے راز دانی کا
وہ بتائیں سِرا کہانی کا
سیدھے سادہ سے لوگ کہتے ہیں
آدمی بُلبلا ہے پانی کا

ابوالاقبال

چاند کا دِل جب صحرا میں گھبراتا ہے
دَرد کہانی مجھے سُنانے آتا ہے

اچھے لوگوں کو نہ بیٹھ کے کوسا کر
چاند پہ تھوکا، اپنے مُنہ پر آتا ہے

بھر لے کچھ اعمال کے موتی دامن میں
جاگ اے غافل، وقت گذرتا جاتا ہے

عمر کی ندی، خالی ہوتی جاتی ہے
وقت کا ریلا آگے بڑھتا جاتا ہے

محلوں کی ان چمکیلی دیواروں سے
تصویروں کا رنگ بکھرتا جاتا ہے

مٹی کے اس پنجرے میں کب تک رہنا
رُوح کا پنچھی آخر کو اُڑ جاتا ہے

تاجوں والے، محلوں والے، شاہِ جہاں
جو آتا ہے خالی ہاتھ ہی جاتا ہے

ہر آہٹ، ہر چاپ پہ ایسا لگتا ہے
لوَٹ کے جیسے پردیسی گھر آتا ہے

کون منیرہ چُپکے چُپکے ساتھ ترے
حوصلہ دیتا، دَرد بٹاتا جاتا ہے

سیّدہ منیرہ ظہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون سین

بوسنیا کے مزید مہاجر

پاکستانی وزیر خارجہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا ہے کہ اگر بوسنیا کے مزید مہاجرین کو پاکستان میں بسانے کی درخواست کی گئی تو وہ اسے بخوشی قبول کریں گے۔ اگر یہ لوگ آئیں تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔ یہ بات ایک ہفتہ وار بریفنگ میں وزارت خارجہ کے ایک نمائندے نے بتائی۔ اس سے قبل تقریباً چار سو مہاجر بوسنیا کے پاکستان پہنچے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جنہیں کروشیا نے کیمپوں سے نکال باہر کیا تھا۔ اور جنہیں ہر لمحہ اپنی جان کا خطرہ تھا اس نمائندے نے کہا کہ پاکستان مزید مہاجرین کو یہاں جگہ دینے کے لئے تیار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمسایوں کی پہلی ذمہ داری بنتی ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا ان لوگوں کو کیمپوں میں رکھا جائے گا یا انہیں پاکستان میں کہیں بھی آزادی سے رہائش رکھنے کی اجازت دی جائے گی تو وزارت خارجہ کے نمائندے نے کہا کہ ان مہاجرین میں زیادہ تر بوڑھے مرد اور عورتیں اور بچے شامل ہیں۔ یہ لوگ افغانی مہاجرین کی طرح نہیں ہیں۔ اور پاکستانی ماحول سے ناواقف ہیں۔ اس لئے لازمی طور پہ انہیں محفوظ جگہوں پر ہی رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ ان مہاجرین کی تعداد بھی بہت کم ہونے کی وجہ سے حکومت آسانی سے ان کا بوجھ برداشت کر سکتی ہے۔

جب یوروپین اقتصادی کمیونٹی برائے بوسنیا کے ایک ریزولیوشن کی طرف توجہ دلائی گئی جس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ روپیہ بھی فراہم کیا جائے گا۔ لیکن یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ یا یوں کہئے کہ جس چیز کی بوسنیا کے مسلمانوں کو فوری طور پر ضرورت ہے یعنی اسلحہ وہ بوسنیا کے لوگوں کو نہیں ملا۔ نمائندہ موصوف نے کہا کہ جہاں تک حفاظتی علاقوں کے قیام کا تعلق ہے اسے عارضی تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن یہ مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ زیادتی کرنے والوں کو انعام دیا جائے۔ اس نمائندے سے یہ بھی کہا کہ پاکستان کوشش کر رہا ہے کہ عالمی برادری کی زیادہ سے زیادہ توجہ اس بات کی طرف دلائے کہ بوسنیا کا مسئلہ فوری طور پر حل ہونا چاہئے انہوں نے مزید کہا کہ ہم یورپی کمیونٹی کے خیالات سے متفق نہیں ہیں۔ اس یورپی کمیونٹی نے بوسنیا کے مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ خریدنے کی اجازت دینے سے انکار کیا ہوا ہے۔

ایڈز پر سیمینار

ایڈز کے علاج اور اسکے بچاؤ کے لئے عالمی طور پر سرگرمی کے ساتھ کوششیں جاری ہیں۔ لیکن یہ احساس بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ ایسے کاموں کے لئے علاقائی تنظیموں کو زیادہ سرگرم عمل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ گذشتہ روز ہندوستان میں سارک سے ایک سرکاری سیمینار میں یہ بات پیش کی گئی کہ اس علاقائی تنظیم کو بطور ایک فورم کے استعمال کرتے ہوئے اسکے تمام ممالک کو ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ایڈز کی انتہائی خطرناک بیماری سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ سارک کے اراکین ملکوں کے نمائندوں نے کہا کہ ہمارا جغرافیائی لسانی اور ثقافتی میل جول ایسا ہے کہ ہمارے لئے یہ کام خاصا آسان ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس وبائی بیماری سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سارک کے تمام ممالک ایک جیسی پالیسی اختیار کریں اور ایک جیسے پروگراموں کے تحت سرگرم عمل ہوں۔ ایسا کرنے سے وہ ایک دوسرے کے تجربہ سے بھی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ اس سلسلے میں باقاعدگی کے ساتھ آپس میں گفتگو ہوتی رہنی چاہیئے تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ کس ملک میں کیا ہو رہا ہے اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔ ہندوستان کی ایڈز کنٹرول تنظیم کے صدر نے کہا کہ ہزاروں کیس ایڈز کے ایسے ہیں جن کی اطلاع مل چکی ہے اور ان میں سے ۳۳۶ ایسے ہیں جو اس بیماری میں خاصے نکل چکے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بیماروں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے اور بیماری میں خاصے آگے نکل جانے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ پاکستان میں اب تک ۲۴ افراد کا پتہ چلا ہے جنہیں یہ بیماری لاحق ہو چکی ہے۔ اور سری لنکا میں فی الحال کوئی ایسے افراد نہیں ہیں البتہ بھوٹان اور مالدیپ سے کسی شخص کے اس بیماری میں ملوث ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ ہندوستان میں جو ۳۳۶ افراد اس بیماری میں مبتلا ہیں ان میں سے ۲۴۵ جنسی طور پر بیماری حاصل کرنے والے ہیں۔ اور ۳۶ ایسے ہیں خون کی انفکشن کے ذریعے بیمار ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۲۲ افراد ایسے ہیں جو منشیات کی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہوئے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر

فزیشنز برائے انسانی حقوق اور ایشیا واچ نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں ۱۰۳ شہادتیں درج کی گئی ہیں۔ ان شہادتوں کا تعلق میڈیکل معائنوں سے اور دستاویزات سے ہے اور بتایا گیا ہے کہ گذشتہ ایک سال میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات پہلے سے بہت بڑھ گئے ہیں۔ خاص طور پر جو لوگ حراست میں لئے جاتے ہیں ان کو قتل کر دینے کے واقعات۔ اب عام طور پر اس پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے کہ پکڑو اور ہلاک کرو۔

کسی بھی اور بات سے زیادہ وہاں جان سے مار دینے کو اہم سمجھا جاتا ہے اور اگرچہ اسکی غلط وجوہات بیان کر دی جاتی ہیں۔ لیکن تجزیہ نگاروں نے اندازہ لگایا ہے کہ جان بوجھ کر ان لوگوں کو ہلاک کیا جاتا ہے تاکہ مزاحمتی گروہوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔ یہ رپورٹ ۱۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۶۶ ایسے واقعات درج ہیں جہاں حراست میں لے کر قتل کیا گیا۔ ۹ واقعات تشدد کے ہیں۔ ۱۵ بے آبروئی کے اور مارپیٹ کے بھی خاصی تعداد میں واقعات درج ہیں۔ جو لوگ ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں ان پر بھی تشدد کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں کشمیریوں کو بھی ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے اور وہ فوجی دستوں پر یا مختلف علاقوں میں رہنے والے ہندوؤں پر حملے کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ فرانس ہندوستان کو مدد دینے والوں میں سرفہرست ہے وہاں پر ایک میٹنگ کے دوران شرکاء محفل نے اس بات پر زور دیا کہ مقبوضہ کشمیر میں حالات بہتر ہونے چاہئیں۔ ہندوستانی حکومت کو تلقین کی گئی کہ وہ فوری طور پر ایسے اقدام کرے جن سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں رک سکیں۔ ہندوستانی حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کو مقبوضہ کشمیر میں جا کر خود حالات کا مطالعہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ عالمی برادری کو بتا سکیں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔

پاک ہند تعلقات

بتایا گیا ہے کہ ہندوستان کے وزیر اعظم نرسیما راؤ نے گذشتہ سوموار کے روز کہا کہ امریکہ اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ہندوستان اور اس کے شدید دشمن پاکستان کو ایک دوسرے کے قریب لا سکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن نہیں کہ کشمیر کے جھگڑے کو بطور ثالث کے نمٹا سکے۔ وہ یہ تو کر سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کی فضا کو بہتر بنا دے۔ اور یہ دونوں گفت وشنید پر آمادہ ہو کر کچھ مسائل حل کر لیں۔ لیکن یہ نہیں کر سکتا کہ کسی مسئلے میں از خود ثالث بن جائے اور جو چاہے فیصلہ کر دے۔ جہاں تک پاکستان اور ہندوستان کی گفت وشنید کا تعلق ہے اسکے کئی دور ہو چکے ہیں۔ لیکن کوئی دور بھی دونوں کے تعلقات کو مستقل طور پر بہتر بنانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے مسائل بھی ایسے ہیں مثلاً پنجاب اور مقبوضہ کشمیر جو آسانی سے حل نہیں ہوتے۔ اور ہندوستان پاکستان کو قربانی کے بکرے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اس پر الزام لگاتا ہے کہ یہ جھگڑے کی آگ کو ہوا دے رہا ہے۔ نہ یہ مسائل حل ہوں اور نہ ہندوستان پاکستان پر الزام لگانے سے باز آئے تو پھر آپس میں گفت وشنید کس طرح ہو سکتی ہے۔ امریکہ چاہے لاکھ کوشش کرے وہ اس فضا کو بہتر نہیں بنا سکتا اور اگر بہتر بنانے کی کوشش کرے تو کامیاب نہیں ہو سکتا البتہ یہ مسائل حل ہو جائیں تو نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ پاکستان پر ہندوستان کوئی الزام نہیں لگا سکے گا۔

> جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۱۲ جون ۱۹۹۳ء

N.A. restoration

I FELT delighted on the restoration of the National Assembly and the government by the Supreme Court, and celebrated it with enthusiasm. It enhanced, in my eyes, the respect for the judiciary manifold. It was not because I had special liking for Nawaz Sharif or his policies. In fact, I regard many of his policies amateurish, unripe, faulty and short cuts rather than being based on deep thinking and workable and sustainable strategy. Nor was my pleasure due to my dislike for the outgoing caretaker prime minister. On the country, I have developed a respect for Sardar Balakh Sher Mazari on learning from a friend, who is also his friend, that the Sardar does not maintain a private jail or an army of slave labourers, unlike other Sardars. My delight and jubilation was for restoration of the democratic process which, if allowed to continue unhindered, may result in democracy becoming a way of life in Pakistan within a few decades. As a matter of fact, I felt sorry too, on the 1990 Assembly dissolution in spite of my dislike for many of the Benazir government policies, mostly her quarrel on many fronts instead of devoting her time to remove the people's problems which remained unsolved. I became unhappy on nonrestoration of that Assembly too.

I know many fellow countrymen who felt happy when 1990 dissolution took place simply because they did not like the shape of Benazir's nose, but felt unhappy on 1993 dissolution because they liked Nawaz Sharif. Of course, there were many other Pakistanis who felt unhappy on Benazir's removal and happy on Nawaz Sharif's because of liking for Benazir and dislike for Nawaz Sharif. It is time that the people should give up personal likes and dislikes in politics. One should like or dislike policies not persons. Dissolution of assembly *per se* was wrong irrespective of who was removed — Benazir or Nawaz Sharif or anybody else.

Notwithstanding my unhappiness on the non-restoration of 1990 Assembly, I have greatest of respect and regard for judiciary as an institution and would wish its respect in the eyes of Pakistan to enhance and grow because that is one of the best ways to ensure rule of law in Pakistan. To a layman like me both the dissolutions (1990 and 1993) took place for the same reasons by the same dissolver and almost identical wordings of the dissolution orders. I believe that there must be a very fine law point, beyond the understanding of laymen like me, which enabled restoration of 1993 Assembly and not that of 1990. Nonetheless, non-restoration of 1990 Assembly bewilders me though some of the judges were the same on 1993 bench as on 1990 bench which refused the restoration then. And I am not the only bewildered Pakistani on this issue. There are many more.

I am sure it was not due to their lordships' personal liking or disliking or due to public opinion pressure or for any other reason, nor indeed only to save for themselves Munir's fate that the Assembly has been restored. I am sure that the Supreme Court's assertion on the very first day of the case that they would not repeat Munir's performance was to calm down the public axiety and not to pre-judge the case before hearing. The non-restoration of 1990 Assembly and restoration of 1993 Assembly must have been due to fine legal and constitutional technicalities, as I said earlier. However, this point makes me uncomfortable all the same.

Through your courtesy Mr. Editor, may I request some jurist or a constitutional lawyer or expert — like Yahya Bakhtiar or Khalid Anwar or any other — to explain that fine technicality of the law point in a way that any layman can understand the reason of the non-restoration of 1990 Assembly? It will be a great service and will go a long way towards enhancing the respect of judiciary in the eyes of many Pakistanis, now bewildered like me.

GHULAM KIBRIA
Karachi

DAWN SATURDAY, JUNE 12, 1993

دی ڈان کے ۱۲ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں غلام کبریا (کراچی) لکھتے ہیں ۔

جب سپریم کورٹ نے قومی اسمبلی اور حکومت کو بحال کر دیا تو میں بہت خوش ہوا اور میں نے اسے بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا ۔ میرے خیال میں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے عدلیہ کی عزت کئی گنا بڑھ گئی ۔ یہ اس لئے نہیں کہ مجھے نواز شریف کچھ زیادہ پسند ہیں یا ان کی پالیسیاں پسند ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ میں ان کی بہت سی پالیسیوں کو غیر مدبرانہ مانتا ہوں وہ پوری طرح پکی ہوئی نہیں (UNRIPE) ان میں غلطیاں بھی ہیں اور بعض کام جلد بازی سے کئے جانے والے ہیں ۔ بجائے اس کے کہ ان کے لئے خاصی گہرائی میں جا کر سوچا گیا ہو اور انہیں قابل عمل بنایا گیا ہو ۔ میری خوشی کا باعث یہ بات بھی نہیں تھی کہ میں نگران وزیراعظم کو ناپسند کرتا تھا بلکہ اس کے برخلاف میں نے سردار بلخ شیر مزاری کے لئے اپنے دل میں زیادہ عزت پیدا کر لی ہے ۔ خاص طور پر جب مجھے ایک دوست سے یہ پتہ چلا جو ان کے بھی دوست ہیں کہ سردار کے پاس کوئی نجی جیل نہیں ہے نہ ہی ان کے پاس محنت کش غلاموں کی کوئی فوج ہے جیسا کہ دوسرے سرداروں کے پاس ہے ۔ میری خوشی کا باعث یہ بات تھی کہ جمہوری عمل کو بحال کیا گیا ہے ۔ جسے اگر جاری رکھا جائے اور اس کی راہ میں رکاوٹیں نہ ڈالی جائیں تو وہ پاکستان میں چند ہی عشروں میں زندگی کا ایک طریق بن جائے گی ۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس بات کا افسوس بھی ہوا کہ ۱۹۹۰ء میں اسمبلی کو برطرف کیا گیا ۔ باوجود اس کے کہ میں بے نظیر حکومت کی بہت سی پالیسیوں کی مخالفت کرتا تھا خاص طور پر بہت سے دوستوں سے ان کی لڑائی کے سلسلے میں بجائے اس کے کہ وہ اپنا وقت لوگوں کے مسائل حل کرنے میں صرف کرتیں جو بغیر حل ہوئے رہ گئے میں اس بات سے بھی ناخوش تھا کہ وہ اسمبلی بحال کیوں نہ ہوئی

میرے کئی دوست ایسے ہیں (اس ملک میں) جو ۱۹۹۰ء میں اسمبلی کے برطرف ہونے پر خوش ہوئے محض اس لئے کہ وہ بے نظیر کے نام کو پسند نہیں کرتے لیکن ۱۹۹۳ء میں اسمبلی کے برطرف کئے جانے پر وہ ناخوش تھے کیونکہ وہ نواز شریف کو پسند کرتے تھے ۔ البتہ ان کے علاوہ بھی بہت سے پاکستانی ایسے تھے جنہوں نے بے نظیر کی حکومت کی برطرفی پر ناراضگی کا اظہار کیا اور نواز شریف کی برطرفی پر خوشی کا کیونکہ وہ بے نظیر کو پسند کرتے تھے اور نواز شریف کو ناپسند ۔

وقت آ گیا ہے کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کو سیاست میں نہ لایا کریں ۔ چاہیئے یہ کہ ہم کسی کو پسند یا ناپسند اس کی پالیسیوں کی وجہ سے کریں نہ کہ اس کی شخصیت کی وجہ سے ۔ جہاں تک اسمبلی کی برطرفی کا سوال ہے ۔ بذات خود یہ بات غلط تھی ۔ باوجود اس کے کہ یہ کس کی حکومت تھی بے نظیر کی یا نواز شریف کی یا کسی اور شخص کی ۔

باوجود اس کے کہ میں ۱۹۹۰ء میں اسمبلی کے بحال نہ ہونے پر ناخوش تھا ۔ میں عدلیہ کی بہت زیادہ عزت اور اس کا احترام کرتا ہوں ۔ بطور ایک ادارے کے اور میں چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اس کی عزت کو اور بھی بلند و بالا کیا جائے اور یہ بڑھتی رہے کیونکہ یہی بہترین طریق ہے پاکستان میں قانون کے لاگو کرنے کو یقینی بنانے کا ۔ میرے جیسے ایک عام آدمی کے لئے ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۳ء کی اسمبلیوں کی برطرفی ایک ہی جیسی وجوہات کی بنا پر ہوئی تھی اور ایک ہی شخص نے انہیں برطرف کیا تھا اور برطرفی کے لئے الفاظ بھی ایک ہی قسم کے استعمال کرتے ہوئے برطرفی کے احکام جاری کئے گئے تھے ۔ میں چاہتا ہوں کہ قانون کا کوئی بہت اچھا نکتہ ہونا چاہیئے جو عوام الناس کی سمجھ سے بالا ہو ۔ عوام الناس جو مجھ جیسے ہیں جسے ۱۹۹۳ء کی اسمبلی کو بحال کرنے کے لئے استعمال کیا جائے نہ کہ ۱۹۹۰ء کی اسمبلی ۔ بہرحال ۱۹۹۰ء کی اسمبلی کا بحال نہ ہونا میرے لئے ایک معمہ ہے ۔ اگرچہ بعض جج وہی تھے ۔ جو ۱۹۹۳ء کے بنچ پر تشریف رکھتے تھے ۔ جو ۱۹۹۰ء میں تھے جنہوں نے اس اسمبلی کے بحال ہونے کے خلاف فیصلہ دیا تھا اور میں ہی صرف ایک ایسا شخص نہیں ہوں جو اس بات سے پاکستان میں حیران ہے بہت سے اور لوگ بھی حیران ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جج صاحبان کی ذاتی پسند یا ناپسند کا سوال نہیں تھا ۔ اور نہ ہی پبلک اوپینین ان کے پیش نظر تھی جس کا کہ ان پر دباؤ ہوتا یا کوئی اور ایسی ہی وجوہات تھیں اور یہ بات بھی نہیں تھی کہ انہیں اپنا مفاد مدنظر تھا جیسا کہ منیر کی قسمت کی بات تھی کہ اسمبلی کو بحال کر دیا گیا ۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ سپریم کورٹ نے اس کیس کے پہلے ہی روز جو بات کہی تھی کہ وہ منیر کے عمل کو ہرگز نہیں دہرائیں گے ۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی تشویش کو دور کیا جائے نہ کہ سماعت سے قبل فیصلہ دیا جائے ۔ ۱۹۹۰ء میں اسمبلی کا بحال نہ ہونا اور ۱۹۹۳ء میں اسمبلی کا بحال ہو جانا ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ نہایت اچھی قانونی اور دستوری ٹیکنیکی باتیں سامنے آئی ہوں جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے ۔ البتہ یہ نکتہ مجھے اور بھی زیادہ بے سکون کر دیتا ہے ۔

آپ کے ذریعے مسٹر ایڈیٹر، میں بہت سے قانون دانوں یا دستوری وکلاء یا ماہرین از قسم یحیی بختیار اور خالد انور یا کوئی اور سے چاہوں گا کہ وہ اس بات کو وضاحت سے پیش کریں کہ قانون کا وہ کون سا عمدہ نکتہ تھا ٹیکنیکی لحاظ سے جسے ایک آدمی بھی سمجھ سکے جو ۱۹۹۰ء کی اسمبلی کے بحال نہ کرنے کے سلسلے میں پیش آتا ہے ۔ یہ ایک بہت بڑی خدمت ہو گی اور ایک لمبے عرصے تک عدلیہ کی عزت کو بڑھاتی رہنے والی بات ہو گی خاص طور پر ان پاکستانیوں کی نظروں میں جو کہ اس وقت حیران و پریشان ہیں ۔ میری ہی طرح ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی نیوز انٹرنیشنل

۱۳ جون ۱۹۹۳ء

Lack of confidence

From Bilal Waqar

Much has been said and read about the dismal education system of the country. Examination procedures are criticised, teachers maligned and the whole system censured, yet, as an optimist, I am sure this unenviable position is not reflective of the true education set up.

Having abundant confidence in the academic potential of the young men and women of Pakistan, I genuinely feel that this education system is not as rotten as considered by some. Our universities may be friendly to the rogue, yet they are also home to thousands of gifted individuals with exceptional cerebral skills. This is perhaps the reason why Pakistanis form the tenth largest international student group in the US. Had our education system been that awful, we would never have exported talented youth in such large numbers.

This education system has given this country many stalwarts we can all be proud of, and would surely do so in the future. There may be a lot of cheating, "booti"-mafia but true talent never goes unnoticed and always rises to the top. The magnitude of the cheating factor has been blown totally out of proportion. Taking refuge under this cheating syndrome are the mediocre, who fail to excel and cannot face up to the fact that the 21st century welcomes excellence not mediocrity.

In no way am I trying to create an impression that this education system is immaculate or fool-proof. It is indeed plagued with problems of corruption and malpractice, yet these are not as monstrous as they appear.

Being a part of this education system, I believe that the nation must repose some confidence in the educational institutions of this country, for it is only then that the youth of Pakistan can deliver the goods.

Rawalpindi

The News International, Sunday, June 13, 1993

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۳ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں بلال وقار خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:-

ہمارے تعلیمی نظام کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور بہت کچھ پڑھا گیا ہے امتحانی انتظام کو زیر تنقید لایا جاتا ہے۔ اساتذہ کے خلاف بات کی جاتی ہے اور سارے نظام تعلیم کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ میں چونکہ ایک پُر امید شخص ہوں مجھے اس کا یقین ہے کہ یہ جو کچھ کیا جاتا ہے۔ قابل فخر نہیں۔ ہمارے تعلیمی سیٹ اپ کا صحیح اظہار نہیں ہے۔

مجھے پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان طلباء مرد اور خواتین پر خاصا اعتماد ہے۔ میں بالکل صحیح طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نظام تعلیم اتنا بُرا نہیں ہے جتنا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیاں بے شک بعض غیر پسندیدہ لوگوں کے ساتھ دوستی رکھتی ہوں گی۔ لیکن ہزاروں نہایت ذہین افراد بھی وہاں موجود ہیں جنکی ذہانت غیر معمولی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا امریکہ میں غیر ملکی طلباء کے زمرے میں دسواں نمبر ہے۔ اگر ہمارا تعلیمی نظام اتنا ہی بُرا ہوتا جتنا کہ کہا جاتا ہے تو ہم اتنے ٹیلنٹڈ نوجوانوں کو باہر نہ بھیج سکتے۔

ہمارے تعلیمی نظام نے اس ملک کو بہت بڑے بڑے قابل اشخاص دیئے ہیں۔ جن پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ امتحانات میں چیٹنگ بھی ہوتی ہے اور بوٹی کا بھی دخل ہے۔ لیکن جہاں تک حقیقی ٹیلنٹ کا تعلق ہے وہ اپنا اظہار کئے بغیر نہیں رہتا اور ہمیشہ چوٹی پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں تک چیٹنگ کا تعلق ہے اسے ضرورت سے زیادہ دکھایا گیا ہے۔ جو طلباء چیٹنگ سے کام لیتے ہیں وہ غیر ذہین ہوتے ہیں۔ اور وہ دوسروں سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور اس طرح اکیسویں صدی میں داخل ہونے کے لئے ذہین اور اچھے لوگوں کی ضرورت ہے نہ کہ کند ذہنوں کی۔

میں یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ اس نظامِ تعلیم میں کوئی خامیاں نہیں ہیں یا یہ فول پروف ہے۔ یعنی اس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کرپشن کے بہت سے مسائل ہیں۔ لیکن یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ یہ اتنے زیادہ نہیں جتنے کہ نظر آتے ہیں۔ میں اس نظام تعلیم کا ایک حصہ ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری قوم کو چاہیئے کہ وہ ہمارے تعلیمی اداروں پر اعتماد بحال رکھیں کیونکہ ایسا کرنے سے ہی پاکستان کے نوجوان اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کر سکتے ہیں۔

(یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا)

ڈان

۱۷ جون ۱۹۹۳ء

کنیز سبطین (کراچی) ڈان کے ۱۷ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہتی ہیں۔

گذشتہ ماہ ڈائریکٹر کالج آف ایجوکیشن کراچی۔ نے کالجوں کو ایک سرکلر بھیجا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پرنسپل الف اے کلاسوں کا ابتدائی امتحان لے کر نتائج سے آگاہ کریں۔ نتائج کے ساتھ طالب علموں کی کلاس میں حاضری بھی درج کی جائے اور یہ باتیں ایک خاص پروفارما پر درج کرنا مقصود تھا۔ یہ بات سال رواں سے تعلق رکھتی تھی اور

Students' attendance

LAST month, the Driector of College Education, Karachi, sent a circular to colleges asking the principals to conduct preliminary examination for Intermediate classes and send the results of the test conducted, along with the class attendance of the students, on a special proforma, for the current year to the directorate, within a month. the tone of the circular clearly indicated that serious action would be taken for eliminating casual students who usually devise different cheating methods for the examinations.

The circular served its purpose well. The teachers cooperated for the good cause, spending hours in setting papers and carefully assessing them with detailed correction remarks. The students although panic-stricken attempted the papers but fared very badly. The hold of the Directorate was obvious and nobody could dare challange its authority. However, it all turned out to be a futile exercise when no action was taken. All the students have been allowed to appear in the on-going examination: whether they had appeared in the 'prelims' or not, whether they had cleared it or not and whether they had been attending college classes or not.

This has endangered the authority and credibility of the Directorate and next year only 5 per cent of the students who are hard working and serious, will appear at the 'prelims.' It has also created resentment among the parents and the students who are regular and abide by the rules.

Here is a table showing the performance of my 2nd yr. Sc. Mathematics group to give the factual position: –

1. Preliminary Exam:
Students on roll 120.
Those appeared in exam 75.
Students passed 35.
2. Class attendance:
Total lectures delivered 114.
Students with less than 30 p.c attendance 80.
Students with less than 20 p.c attendance 45.

Actually from this class hardly 30 students could be considered proper students. Debarring at least the casual students with less than 20 per cent attendance would have saved us the trouble of appointing vigilance committees and useless search at the centres. It is a well known law and 20 years back practised in Pakistan too that a student must attend 75 per cent of the lectures delivered for appearing at any examination. Are we not wasting our resources and promoting corrupt practices?

KANIZ SIBTAIN
Karachi

DAWN THURSDAY, JUNE 17, 1993

یہ نتائج وغیرہ ایک مہینے کے اندر اندر ڈائریکٹر صاحب کو بھیجنے مطلوب تھے۔ اس سرکلر سے پتہ چلتا تھا کہ جو طالب علم کبھی کبھی کالج میں حاضر ہوتے ہیں انہیں کالج کی رجسٹریشن سے الگ کر دیا جائے گا کیونکہ یہ عام طور پر امتحانات میں چیٹنگ کے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ اس سرکلر نے اپنے مطلوبہ نتائج بہت اچھی طرح حاصل کر لئے۔ اساتذہ نے بہت تعاون کیا۔ اور پرچے بنانے میں گھنٹوں صرف کئے اور پھر ان کی تفصیلی درستی کرتے ہوئے ان کے نمبر لگائے طالبعلم اگرچہ اس سے خائف تھے۔ انہوں نے پرچے حل کئے لیکن بہت بری طرح۔ ڈائریکٹریٹ کا اس معاملے میں مضبوط ہاتھ ظاہر و باہر تھا اور کوئی شخص اس کی اتھارٹی کو چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔ بہر حال یہ ساری کوشش ایک کوشش ناکام ثابت ہوئی کیونکہ اس سلسلے میں کوئی ایکشن نہ لیا جا سکا تمام طلباء کو اس کے بعد منعقد ہونے والے امتحان میں شامل کر لیا گیا۔ چاہے انہوں نے ابتدائی حصے میں حصہ لیا تھا یا نہیں۔ انہوں نے وہ امتحان پاس کر لیا تھا یا نہیں۔ اور وہ کالج میں کلاسوں میں حاضر ہوتے تھے یا نہیں۔

اس بات نے اتھارٹی کو خطرات پیدا کر دئے ہیں اور اب ڈائریکٹریٹ کا اعتبار بھی کم ہو گا اور اگلے سال سے صرف ۵ فی صدی طلباء جو خاصی محنت کرنے والے ہیں اور اپنی تعلیم میں سنجیدہ ہیں ابتدائی امتحانات میں شامل ہونگے۔

اس سے والدین میں بھی احتجاج پیدا ہوا ہے اور طلباء میں بھی۔ یعنی ان طلباء میں جو باقاعدہ کالج میں حاضر ہوتے ہیں اور حصول تعلیم میں سنجیدہ ہیں۔

ایک چارٹ درج ذیل ہے جو میری سیکنڈ ائیر حساب کی کلاس سے تعلق رکھتا ہے تاکہ پتہ چلے کہ اصل کیفیت کیا ہے۔

(۱) ابتدائی امتحان میں ۱۲۰ طلباء تھے جن میں سے ۷۵ امتحان میں شامل ہوئے اور ان میں سے ۳۵ پاس ہوئے۔ جہاں تک کلاس میں حاضری کا تعلق ہے ۱۱۴ لیکچر دئے گئے۔ ایسے طلباء جن کی حاضریاں ۳۰ فی صد سے کم تھیں انکی تعداد ۸۰ فی صد تھی اور جن کی ۲۰ فی صد سے کم تھیں ان کی تعداد ۴۵ تھی اس کلاس میں سے صرف ۳۰ طالب علم ایسے تھے جن کو

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۶۰-و

MRS. 9. MARIYAM WIDOW OF HADORI پیشہ ٹیلر عمر ۳۴ سال بیعت ۲۵-۶-۱۹۷۷ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶-۹-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات ۵۳ گرام مالیتی/1.060.000 RP (۲) طلائی بالیاں ۳ گرام مالیتی/65.000 RP- (۳) سلائی مشین مالیتی/50.000 RP- (۴) زگ زیگ مشین مالیتی/200.000 RP (۵) حق مہر/100.000 کل جائیداد/1.475.000 RP- اس وقت مجھے مبلغ/50.000 روپے ماہوار بصورت سلائی مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS. 9. MARIYAM انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ Rd. RIDHOAM آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ RATNA HERLIAH آف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۱-و

MRS. ENDEH MAHMUDAH MUNIR W/O TATANG MUNIR پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال بیعت ۱۹۸۷ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۸-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) کار سوزوکی مالیتی/6.500.000 RP- (۲) طلائی زیورات مالیتی/1.000.000 RP (۳) حق مہر/600.000 RP میزان/8.100.000 RP اس وقت مجھے مبلغ/200.000 روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS. ENDEH MAHMUDAH MUNIR انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ ENCANG JAR آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ KASIH TJUTJU AHMADI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۲-و

MRS ENIN UNAENAH W/O TOSIN پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۷۲ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۱۰-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/5.000.000 RP- (۲) زمین برقبہ ۴۰۶ مربع میٹر انڈونیشیا مالیتی/40.500.000 RP (۳) دھان کا کھیت برقبہ ۲۸۰۰ مربع میٹر انڈونیشیا مالیتی/20.000.000 RP (۴) سلائی مشین مالیتی/150.000 RP- (۵) ٹی وی بلیک اینڈ وائٹ مالیتی/50.000 RP (۶) حق مہر/50.000 RP- کل جائیداد/11.615.000 RP- اس وقت مجھے مبلغ/130.200 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS. ENIN UNAENAH گواہ شد نمبر۱۔ TOSIN خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ SAPRUDIN پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۳-و

MRS. NR. SUNDAWATI W/O YAYAT RUDAYAT پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۸۱ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۱۰-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۲۸۰ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/1.000.000 RP- (۲) حق مہر/20.000 RR- اس وقت مجھے مبلغ/15000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS. N.R SUNDAWATI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ YAYAT RUDAYAT خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ OKIB SUHANYA S/O WATMA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۴-و

AMIN S/O SUMANTA پیشہ پنشنر عمر ۶۹ سال بیعت ۱۹۵۹ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۵-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۱۵۵۸ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/10.000.000 RP (۲) دھان کا کھیت برقبہ ۳۲۹۵ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/110.750.000 RP- (۳) دھان کا کھیت برقبہ ۴۹۰۰ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/11.550.000 RP (۴) زمین برقبہ ۱۴۰ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی/1.000.000 RP (۵) نقد رقم/80.000.000 RP- کل جائیداد/20.300.000 RP اس وقت مجھے مبلغ/83.000 روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ/2.075.000 روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ AMIN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ا۔ OLO انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ADE JUANSYAH انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۵-9
MRS- RUSMAYA W/O AMIN

پیشہ خانہ داری عمر ۶۳ سال بیعت ۱۹۷۴ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۵-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی وزنی ۱۰۰ گرام مالیتی RP ۲۰۰۰۰۰۰/- (۲) حق مہر RP ۴۲۵۰۰۰/- کل جائیداد ۲۰۴۲۵۰۰۰/- RP اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنے ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS. ROSMAYA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ AMIN مسل نمبر ۲۸۹۶۴ خاوند موصیہ گواہ شد نمبر ۲۔ OLO S/O MARHAYI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۶-9
MRS. NURYATI W/O OKIB SUHARYA

پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت ۱۹۷۳ء ساکن جابر انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۱۰-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان واقع جابر انڈونیشیا مالیتی ۷۵۰۰۰۰۰/- روپے (۲) طلائی زیورات وزنی ۲۰ گرام مالیتی ۴۲۵۰۰۰/- روپے (۳) حق مہر ۱۰۰۰۰۰/- روپے کل جائیداد ۸۰۲۵۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنے ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MURYATI W/O OKIB SUHARYA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ا۔ OKIB SUHARYA خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ YAYAT RUDAYAT S/O M. DANAKATMAJA انڈونیشیا۔

بقیہ ص ۱ کالم ۲

جنتوں میں داخل ہو سکو پس ہم پر دو ذمہ داریاں ہیں۔ ہم سے مراد افراد جماعت احمدیہ ہیں جن کو میں نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہوں اور مجاز ہوں ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زندگی کا ہر لمحہ معمور رکھنے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دل میں یہ شدید تڑپ ہونی چاہیئے کہ انسانیت جو (دین حق) سے دور پڑی ہوئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرلے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے خدا تعالیٰ کی ہدایت وہی پائے گا جو اس کی طرف جھکے گا اس لئے یہ دعا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انکو توفیق عطا کرے۔ وہ بھی انابت الی اللہ کی توفیق پائیں اور اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ انکی ہدایت کے سامان پیدا کرے۔

(از۔ جمعہ فرمودہ ۳۱ ، مارچ ۱۹۷۸ء)

بقیہ: ص ۱

آپ جامعہ احمدیہ کے وائس پرنسپل بھی رہے۔ ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں بھی آپ کو خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نائب صدر صف دوم رہے۔

مولانا موصوف کا خاص میدان دلنشیں اور جادو اثر تقریر تھی۔ عموماً سیرت کے موضوعات پر ایسی روانی اور جذب و اثر سے تقریر کرتے کہ مجمع کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔ مولانا صاحب کو جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے موقع پر متعدد بار تقاریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مولانا غلام باری سیف صاحب قلم کے بھی دھنی تھے آپ ماہنامہ خالد اور ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر رہے اس کے علاوہ کئی کتب آپ کی یادگار ہیں ان میں "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" دو بھائی۔ احادیث الاخلاق۔ روشن ستارے۔ سیرت حضرت عمر فاروق رضؓ۔ منکرین احادیث کے اعتراضات کے جواب۔ آپ کے کئی مسودات غیر مطبوعہ صورت میں بھی موجود ہیں۔

محترم مولانا کو ممبر قضاء بورڈ۔ رکن تدوین فقہ کمیٹی۔ ممبر مجلس افتاء وغیرہ کی حیثیت سے بھی خدمت دین کا موقع ملا۔

مولانا صاحب کو ۱۹۸۸ء میں دل کی تکلیف شروع ہوئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کی خصوصی ہدایت پر آپ ۱۹۸۹ء میں انگلینڈ تشریف لے گئے جہاں آپ کا دل کا بائی پاس آپریشن ہوا جس کے بعد آپ صحت یاب ہو کر ربوہ تشریف لے آئے۔

مولانا صاحب حدیث، کلام اور سیرۃ کے موضوعات پر خصوصی دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد دنیا بھر میں خدمت دین سرانجام دے رہی ہے۔

آپ کے ایک صاحبزادے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب واقف زندگی ہیں اور آجکل بیرون ملک ایک احمدیہ میڈیکل سنٹر قائم کرنے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کے ایک اور صاحبزادے مکرم غلام سرور سیف صاحب ربوہ میں قانون کی پریکٹس کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

درخواست دعا

محترمہ طلعت ناہید اہلیہ صبغت اللہ خان ایڈووکیٹ کا آپریشن ۱۴۔ جولائی کو اتفاق ہسپتال لاہور میں ہو رہا ہے۔

واقفین نو کے لئے عربی اور اردو کی اہمیت

حضور انور نے فرمایا:

"عربی کے ساتھ ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اردو سکھانی ضروری ہے کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے لٹریچر سے براہ راست فائدہ اٹھا سکیں"۔

(۔جمعہ فرمودہ ۱۷، فروری ۱۹۸۹ء)

عطیۂ خون
خدمت بھی ہے
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

بقیہ: ص ۵

باقاعدہ طالب علم سمجھا جا سکتا تھا۔ ان طالب علموں کو جو کبھی کبھی کلاس میں حاضر ہوتے تھے اور انکی ۲۰ فی صد سے کم حاضریاں ہوتی تھیں انہیں ایسی کمیٹیوں کے ممبر بنا دیا جو نگرانی کریں اور مراکز میں تحقیق بھی کریں۔ ہمیں اس ایک مشکل سے بچا لینے والی بات ہے۔ یہ قانون تو مسلمہ ہے اور آج سے ۲۰ سال پہلے پاکستان میں اس پر عمل ہوتا تھا کہ کسی بھی طالب علم کو امتحان میں شامل ہونے کے لئے ۷۵ فی صد حاضریوں کی ضرورت ہے۔ کیا ہم اپنے وسائل ضائع تو نہیں کر رہے اور غلط باتوں کو فروغ تو نہیں دے رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۱۳۔ جولائی ۔ آج دھوپ نکلی ہوئی ہے ۔ گرمی قدرے بڑھ گئی ہے ۔

○ صدر مملکت غلام اسحٰق خان اور وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کے درمیان سوموار کے روز دو دفعہ ملاقاتیں ہوئیں ۔ پہلی ملاقات صبح کے وقت ہوئی اس میں وزیر اعظم کے ہمراہ متحدہ دینی محاذ کے اراکین سینیٹر مولانا سمیع الحق اور ان کے پانچ ساتھی تھے ۔ دوسری ملاقات سہ پہر کو ہوئی اس ملاقات میں صدر اور وزیر اعظم اکیلے تھے ۔

○ وزیر اعظم نے صدر سے ملاقاتوں کے بعد آئی جے آئی کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر سے دو تین ملاقاتوں کا مثبت نتیجہ نہیں نکلا ۔ انہوں نے کہا کہ صدر صاحب اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کرنے والوں کو سمجھائیں ۔ وفاقی حکومت کے مخالفین صدر مملکت سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور باہر جا کر لانگ مارچ کا اعلان کر دیتے ہیں ۔ پیپلز پارٹی کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے کے اصول پر عمل کر رہی ہے ۔

○ مولانا سمیع الحق نے صدر اور وزیر اعظم کی ملاقات کے بعد بتایا کہ صدر نے وزیر اعظم کے خلاف شکایات کا دفتر کھول دیا دونوں میں گرما گرمی ہوئی ۔ ایک مرحلے پر وزیر اعظم نے اٹھ کر باہر آنے کی کوشش کی اور کہا "مولانا ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے میں جاتا ہوں"۔ مولانا سمیع الحق نے روکا اور کہا کہ عالمی قوتیں اسلام کو تباہ کرنے کے درپے ہیں آپ دونوں دور ہو گئے تو یہ طاقتیں ہمیں بلڈوز کر دیں گی" ۔ ملاقات میں ایک ایسا بھی وقت آیا کہ لگتا تھا یہ دونوں کی آخری ملاقات ہے ۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں سپیکر کے رویّے کے خلاف اپوزیشن نے بڑی سخت زبان استعمال کی اور اس کے بعد وہ پارلیمنٹ سے واک آؤٹ کر گئے ۔ سپیکر اپنے خلاف ریمارکس تحمل سے سنتے رہے ۔ مسٹر فاروق لغاری نے کہا کہ سپیکر صاحب صدر بننے کے شوق میں قانون اور آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ۔ مسٹر اعجاز جتوئی نے کہا کہ سپیکر اسمبلی کو مشرقی پاکستان اور پنجاب کی اسمبلی بنانا چاہتے ہیں ۔ پہلے بنگالیوں کو بولنے نہیں دیتے تھے اب ہمیں نہیں بولنے دیتے ۔

○ پارلیمنٹ کے باہر عورتوں کے جلوس پر لاٹھی چارج کیا گیا ۔ اس پر اندر پی ڈی اے کے اراکین اسمبلی نے ہنگامہ کیا اور کہا کہ ایک طرف حکومت بلند بانگ دعوے کرتی ہے ۔ دوسری طرف عورتوں کے دوپٹے اتارنا کہاں کا انصاف ہے ۔ مولانا حسن جان نے کہا کہ عورتوں پر لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہیں ۔ لیکن اپوزیشن والے خواتین کو کیوں لے کر آئے مسٹر عالم علی لالیکا نے کہا کہ عورت کا مقام گھر ہے ۔

○ پشاور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے سرحد اسمبلی توڑے جانے کے خلاف رٹ کی سماعت کے دوران ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ اگر آرٹیکل ۲۳۴ کے تحت مرکز کسی صوبہ کا اختیار اپنے ہاتھ میں لے تو یہ صوبائی خودمختاری کے خلاف ہوگا ۔ حکومت کے وکیل مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا کہ وفاقی حکومت نے صوبہ کے حقوق دینے سے انکار کیا جس پر وزیر اعلیٰ نے عوام کے پاس جانے کا فیصلہ کیا ۔

○ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وفاقی حکومت نے فوج کو اپوزیشن کے لانگ مارچ کے موقع پر وفاقی دارالحکومت کا حفاظتی انتظام سنبھالنے کی باقاعدہ درخواست کی ہے ۔ یہ درخواست وزارت داخلہ کے توسط سے اتوار کے روز جی ایچ کیو بھجوا دی گئی ۔ دریں اثناء وفاقی حکومت نے وزارت داخلہ کے ماتحت پیرا ملٹری فورسز رینجرز وغیرہ کو بھی الرٹ کر دیا ہے ۔ توقع ہے کہ نیم فوجی دستے جمعرات ۱۵ ۔ جولائی کو وفاقی دارالحکومت میں پوزیشنیں سنبھال لیں گے ۔

○ ایوان صدر کے ایک ترجمان نے مسلم لیگ نواز گروپ کے الزامات کو بے بنیاد غیر ذمہ دارانہ اور بیہودہ قرار دے دیا ہے ترجمان نے کہا ہے کہ لانگ مارچ کی منصوبہ بندی کی سرپرستی کے سلسلے میں مسلم لیگی ترجمان کا بیان شر انگیز کھوکھلا اور ذہنی کج روی کا آئینہ دار ہے ۔ صدر آئین کی پاسداری پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں ۔ صدر اسحٰق نے ساری عمر قانون کی پاسداری کی ہے اور مستقبل میں بھی ایسا ہی کریں گے ۔

○ لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب اسمبلی کی بحالی کا فیصلہ کرنے والے پانچ جج صاحبان کو موجودہ بنچ میں شامل نہ کرنے کی حکومت پنجاب کی درخواست مسترد کر دی ہے ۔ چیف جسٹس نے کہا کہ جج صاحبان کسی مسئلے کو ذاتی حیثیت سے نہیں دیکھتے ۔

○ ایوان صدر سے صدر وزیر اعظم ملاقات کے بعد جو مختصر پریس ریلیز جاری کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم ملاقاتیں جاری رکھیں گے

○ اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایک اخبار سے انٹرویو میں کہا ہے کہ دھاندلی سے نواز شریف حکومت بنانے والے صدر اسحاق کی اطاعت نہیں کر سکتی ۔ صرف نواز شریف کو حکومت سے نکال دینے سے سیاسی اور اقتصادی مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ لانگ مارچ کی منزل پورے نظام کی تبدیلی ہے انہوں نے کہا کہ "ملٹری، جوڈیشل بیوروکریٹ ایلیٹ" (فوجی، عدلیہ اور سول سروس کے افسران کے بڑے بڑے لوگوں) نے عوام کو حقوق سے محروم کر رکھا ہے ۔ عدلیہ کے چند افراد نے درست کردار ادا کیا ۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بچے بھی عذاب کے دور میں پیدا کئے ۔ انہوں نے کہا کہ میں صدر اور نواز شریف دونوں کی پالیسیوں کے خلاف جدوجہد کر رہی ہوں ۔

○ دریائے چناب اور دریائے راوی کے سیلابوں نے مختلف مقامات پر تباہی مچا دی ہے ۔ اب ستلج میں بھی سیلاب کا خطرہ ہے ۔ جھنگ ۔ چنیوٹ نارووال اور وزیر آباد کے سینکڑوں دیہات ڈوب گئے ۔ دریائے چناب میں لاشیں بہہ کر آ رہی ہیں ۔ کئی سڑکیں زیر آب آ گئیں ۔

○ مسٹر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ لانگ مارچ ہمارا آئینی حق ہے ۔ یہ مارشل لاء کا راستہ روک دے گا انہوں نے کہا کہ نواز شریف بظاہر مفاہمت کی باتیں کرتے ہیں لیکن اصل میں وہ آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اختیارات حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ اب فیصلہ لانگ مارچ سے ہی ہوگا ۔

○ بوسنیا کے بارے میں اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا دو روزہ اجلاس کراچی میں ہوا ۔ وزیر اعظم نواز شریف نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چار نکاتی پروگرام پیش کیا جس میں فوری جنگ بندی کا مطالبہ کیا گیا ۔

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات خالی شیشیوں کے علاوہ اور ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں۔

شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

کیور۔ ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار ۔ ربوہ پاکستان ۔ فون ہسپتال کلینک 771 / 606

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الکریم جیولرز

بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی

فون ۶۳۲۵۵۱۱

پروپرائیٹرز

میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز